ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)
ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر سعدیہ حسن
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، گورنمنٹ گریجویٹ کالج (خواتین) ممتاز آباد، ملتان۔
ڈاکٹر واصف لطیف
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ پنجابی، جی سی یونیورسٹی، لاہور۔
ڈاکٹر سید غضنفر حسین بخاری
اسسٹنٹ پروفیسر (وزیٹنگ)، شعبہ پنجابی سٹڈیز، بابا گورونانک یونیورسٹی، ننکانہ صاحب۔

ڈاکٹر محمد حنیف چودھری کی کالم نگاری میں پنجاب اور پنجابی تہذیب و ثقافت

(ایک جائزہ)

Dr. Sadia Hassan
Assistant Professor, Department of Punjabi, Govt. Graduate College(W), Mumtazabad, Multan.
Dr. Wasif Latif
Assistant Professor, Department of Punjabi, GC University, Lahore.
Dr. Syed Ghazanfar Hussain Bukhari
Assistant Professor (Visiting), Department of Punjabi Studies, Baba Guru Nanak University, Nankana Sahib.

Punjab, Punjabi Culture and Civilization in Dr. Muhammad Hanif Chaudhary's Columns (An Overview)

The man who is like a hundred years old institutions in his personality; a walking encyclopedia of art, culture and literature of Punjab. Dr. Muhammad Hanif Chaudhary is a renowned journalist writer and researcher of Southern Punjab. Research, poetry, novel, drama, travelogue and short stories are some prominent genres of his writings. His life story and creative work inspire every reader. The Punjab government granted him the “Pride of Punjab Award” to admire and appreciate his literary work. He is also known in foreign Punjabi circles in Canada and India. He is the only living Punjabi writer of this age whose work is honoured to be an academic research

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)
ماخذ تحقیقی مجلہ

subject at M.Phil. and Ph.D. levels in different Universities in Pakistan. Dr. Muhammad Hanif Chaudhary has a strong bond and great affection for the soil of Punjab, its people and its culture & civilization. His writings especially his columns that were published in different newspapers are evidence of his keen observations and sensitive heart regarding changes in different social and cultural traditions of his age. This article discovers the writer's source of inspiration for the cultural and civilizational changes of his age in Punjab through the selected topics in his published columns.

Key Words: *Dr. Muhammad Hanif Chaudhary, Culture and civilization, Pride of Punjab Award, Punjabi circles, Columns, Novel, Drama, Travelogue, Short story, Southern Punjab, Pakistan, Canada, India.*

پنجاب کے زرخیز خطے نے علم وادب کے وسیع آسمان پر کئی چاند تارے روشن کیے ہیں۔ ان میں سے کچھ قلم کاروں نے اپنی ماں بولی سے محبت کے علمی و قلمی اظہار کو اپنا مقصدِ حیات ہی بنالیا- پھر اُن کی چاہت کی یہ خوشبو مقامی ہی بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اُن کی پہچان بن کر اُبھری۔ اگرچہ جنوبی پنجاب کا خطہ وسائل اور علاقائی ترقی کے اعتبار سے کچھ کمزور رہے لیکن یہاں بسنے والے تخلیق کار لکھاری علمی وادبی خدمات کے حوالے سے اپنے علاقے کا مان بنتے آئے ہیں۔ اس حقیقت سے البتہ انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی نگارشات کو بھرپور طریقے سے سامنے لانے اور مرکزی دھارے میں شامل کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ڈاکٹر محمد حنیف چودھری اِس خطے کی ایک نمایاں شخصیت ہیں۔ ان کے کام کا جائزہ انسان کو متاثر کیے بنا نہیں رہتا۔ اپنے متنوع تخلیقی و تحقیقی کام کے پیش نظر حنیف چودھری کی ذات ایک شخصیت سے زیادہ ایک ادارہ نظر آتی ہے۔ اُن کی زندگی علم وادب کی محبت اور غمِ روزگار سے نبرد آزما ہونے کی متاثر کُن مثال ہے۔ ۱۹۴۷ء کی خونی تقسیم کے وقت کا اٹھارہ سالہ حنیف چودھری بلوائیوں سے اپنی جان بچانے کے لیے دوڑنا شروع کرتا ہے اور پھر زیست نامے کے اگلے منظر میں نوے برس سے زائد عمر کا حنیف چوہدری بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی میں اپنا ہفتہ وار پنجابی زبان کا لیکچر دینے کے لیے میٹرو اسٹیشن کی طرف رواں دواں نظر آتا ہے۔ زندگی کی دوڑ کے ان دونوں سِروں کے درمیان بھی حنیف چوہدری کے لیے ستانے اور آرام کرنے کا کوئی مقام نظر نہیں آتا وہ فکر معاش کی گردشوں میں بھی اپنے قلم کے ہُنر سے فن پارے تراشتے اور خون جگر سے اِن میں رنگ اُتارتے رہے۔ ہجرت اور ہجرت سے وابستہ دُکھوں کا نمکین سمندر ان کی تحریروں میں ہر سُو جھاگ اُڑاتا نظر آتا ہے۔ درویش صفت ، سادہ مزاج معلم اور گہری سوچوں کے راہی حنیف چودھری کی کاوشیں زندگی کے کینوس پر جیسے ایک رنگارنگ قوسِ قزح کا منظر ترتیب دیتی ہیں۔ اِس کے گوناگوں رنگوں میں

سے کوئی ہجرت کے دور کی اعصاب شکن جدوجہد کی رنگیں کمان ہے تو کہیں ان کی تحقیقی سرگرمیوں، ڈرامہ نگاری، افسانہ نگاری اور صحافتی خدمات بالخصوص کالم نگاری کے رنگ سجے نظر آتے ہیں۔ چودھری صاحب کی زندگی میں ہی اُن پر ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کا کام کر کے اُنہیں زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے جس میں مؤخر الذکر کام راقم الحروف کا ہے۔

زیرِ نظر تحقیقی مقالہ ڈاکٹر محمد حنیف چودھری کے کالموں میں موجود اُن کی پنجاب اور پنجابی تہذیب و ثقافت سے دلی وابستگی، اِس کے گہرے مشاہدے اور تاثرات کا دلچسپ جائزہ پیش کرتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرتی قدروں اور مختلف رسوم و رواج میں در آنے والی چاہی ان چاہی تبدیلیوں کو حنیف چودھری صاحب نے بطور حساس قلم کار اپنے کالموں کا موضوع بنایا ہے۔ اِن تحریروں کے ذریعے گویا ہم یہ سارا منظر نامہ اپنے سامنے وقوع پذیر ہوتا دیکھتے ہیں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ڈاکٹر محمد حنیف چودھری نے بہت سے اخبارات میں کالم نگاری کی اور مضامین لکھے۔ جن میں "پنجابی دنیا"، "کھوج درپن"، "نوائے وقت"، "خبریں"، "جنگ" "برق"، "لالہ زار" اور امروز چند نمایاں اور جانے پہچانے نام ہیں۔ انہوں نے زمانے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر مضامین تحریر کیے۔ ان کی تحریروں سے محسوس ہوتا ہے کہ انہیں پنجابی زبان و تہذیب کے معدوم ہونے کا خوف ہے اور یہ خوف ان کی ادبی تخلیقات میں بھی عیاں ہے۔ اِن کا طرزِ تحریر بنیادی طور پر تحقیقاتی اور تجزیاتی ہے۔ ذیل میں ان کے چند شائع شدہ منتخب کالموں کا مختصر جائزہ پیش ہے۔ ان کالموں میں سے ہر ایک میں پنجاب کی زندگی کے مانوس رنگ اور پنجاب باسیوں کے حالات و واقعات ملیں گے۔

ا۔ خانہ بدوش

محمد حنیف چودھری کا روزنامہ خبریں میں شائع شدہ مضمون "خانہ بدوش" خانہ بدوشوں کے عقائد رسوم و رواج اور تاریخ پر مبنی ایک بہت خوبصورت اور دلچسپ مضمون ہے۔ خانہ بدوش وہ لوگ ہوتے ہیں جو مختلف علاقوں میں کچی جھونپڑیاں بنا کر رہتے ہیں اور اپنے آپ کو اس علاقے کے بے تاج بادشاہ سمجھتے ہیں۔ ان کا جہاں دل چاہتا ہے چلے جاتے ہیں۔ جہاں دل چاہتا ہے رہائش پذیر ہو جاتے ہیں۔ یہ اپنی ضروریاتِ زندگی کو بہت محدود رکھتے ہیں۔

> "شیر سنگھ شیر نے اپنی انگریزی کتاب "دی سانسی اینڈ صیقلی گر آف پنجاب" میں ان قبائل کی تعداد ۲۶ سے زیادہ بتائی ہے جب کہ ڈاکٹر کرنیل سنگھ تھند نے اپنی کتاب "پنجاب دا

لوک ورثہ" (گورمکھی) میں ان کی تعداد ۳۲ بتائی ہے۔ ان کے بڑے قبائل سانسی، بدو، بوریئے، گگڑے، بازی گر، اوڈ، مداری، چنگڑ، ہارنی، صیقلی گر، گندھیلے اور کیکن ہیں لیکن زیادہ تعداد اوڈوں، بدوؤں اور گندھیلوں کی ہے۔"[۱]

خانہ بدوش اپنی تخلیق کردہ بولی بولتے ہیں جس کو چور بولی کہا جاتا ہے۔ محمد حنیف چودھری نے اس بولی کے کچھ نمونے بھی اس مضمون میں تحریر کیے ہیں۔ یہ لوگ جوگیانہ رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں، مختلف علاقوں میں چل پھر کر کچھ خطرناک امراض کا علاج اپنے ٹونوں ٹوٹکوں سے کرتے ہیں۔ یہ لوگ سانپ کا تماشہ دکھا کر اپنی روٹی کا انتظام کرتے ہیں۔

۲۔ جوگی کا استعارہ بھی گہنا گیا

روزنامہ جنگ میں شامل محمد حنیف چودھری کا مضمون "جوگی کا استعارہ بھی گہنا گیا" جوگیوں کے حالات و واقعات، معاش مذہب اور صوفی شعراء کے کلام میں ان کی اہمیت پر روشنی ڈالتا ہے۔ جوگیوں کا لقب 'ناتھ' ہے جو ان کے نام کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ جوگیوں کے دس گروہ ہیں۔ جوگیوں کا مذہب جو بھی ہو وہ ایک اللہ کو مانتے ہیں اور باقی تمام جانداروں کو اللہ کی مخلوق سمجھتے ہیں۔ جوگی اللہ کو ایسا حاکم مانتے ہیں جو ساری مخلوق سے واقف اور آگاہ ہے اور وہ خود کسی کا محکوم نہیں ہے۔

"جیو یعنی جاندار جو آلام و استغام کی قید اور شکنجے میں ہیں۔ جوگی کے لیے مادی دنیا کی بندش سے نکلنا اور جسمانیت کی قید سے رہائی پانا بغیر جوگ ابیاس کے ممکن نہیں۔ یعنی دھیان گیان کے بغیر ممکن نہیں۔ دوسرے لفظوں میں جوگی دل کو ہمیشہ خدا کی یاد میں مشغول رکھتا ہے اور اس مقدس گھر یعنی دل میں کسی غیر کو داخل نہیں ہونے دیتا۔ جوگیوں میں حبسِ دم کا عمل سب سے موثر اور اعلیٰ ہے۔ ان کا کہنا ہے یہ عمل ساری عبادتوں اور نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔"[۲]

جوگی اور صوفی کا فرق محمد حنیف چودھری نے بہت خوبصورت مثال سے بیان کیا ہے کہ چھری کو پتھر پہ تیز کریں تو حلال اور نجس پر رگڑ کر تیز کریں تو حرام اور یہی فرق صوفی اور جوگی میں ہے۔ جوگی کلمہ گو نہیں اس لئے وہ معروف نہیں ہوتے مگر صوفی کلمہ گو ہوتا ہے اس لیے وہ اللہ کے پیارے بندے ہوتے ہیں۔ ہیر کے لوک قصے کے کردار جوگی نے ایک استعارے کی حیثیت حاصل کر لی۔ شاہ حسین نے اپنے کلام میں "رانجھن جوگی میں جوگیانی" کا

استعارہ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح بلھے شاہ نے بھی اپنے کلام میں رانجھا جوگی کے الفاظ کو بہت خوبصورت انداز میں برتتے ہوئے رانجھے کو جوگی یعنی محبوب کا درجہ دیا اور خود کو اس کا غلام کہا ہے۔ سلطان باہو نے "نہ میں جوگی، نہ میں جنگم" کا استعارہ برتا۔ اس کے ساتھ ساتھ خواجہ غلام فرید کے کلامِ عشق میں جابجا جوگی کی محبت کا استعارہ استعمال ہوا ہے۔

۳۔ عید پر سویاں دینے کی دم توڑتی رسم

جنگ مڈویک میگزین میں محمد حنیف چودھری کا شائع شدہ مضمون "عید پر سویاں دینے کی دم توڑتی رسم" اصل میں ایک نوحہ ہے جو انہوں نے پنجاب کے اصل رنگ کو ختم ہوتے دیکھ کر لکھا ہے۔ پنجاب میں پنجابیت ختم ہونے پر محمد حنیف چودھری کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے اپنے اس درد کو زبان دی ہے۔

> "پرانی روایت یہ تھی کہ عید کے روز دیہات میں جن گھروں میں ددھیال جانور نہ ہوتے ان گھروں میں عید کے روز سے پہلے سرِ شام ایک ایک گڑوی دودھ پہنچا دیا جاتا تاکہ صبح وہ بھی دودھ والی سویاں بنا سکیں۔ یہ بھی عام رواج تھا کہ دودھ والی سویاں سورج نکلنے سے پہلے ہی ایک دوسرے کے گھر میں پہنچا دی جاتی تھیں۔ عید کی رات بچیاں اپنے گھروں میں پسی مہندی ہاتھوں پر لگا کر سو جاتی تھیں۔" (3)

محمد حنیف چودھری نے اس مضمون میں جدید سائنسی دور کی وجہ سے روایات سے دوری کے عام مسئلے کو پیش کیا ہے۔ سارے ملک میں بدعنوانی اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے دور ہو گئے ہیں اور وہ سانجھ جو پنجاب کی مٹی کی پہچان تھی اب مشینی دور میں مشینوں کے تیل کی بدبو میں کہیں کھو گئی ہے۔ آج کی دنیا ایک سمندر بن چکی ہے جس میں ہر فرد تنہا تنہا ایک تنکے کی مانند بہتا چلا جا رہا ہے۔ اس مضمون کے آخر میں محمد حنیف چودھری دعا گو ہیں کہ کاش پنجاب کو اس کی اصل پنجابیت، سچی تہذیب اور اپنائیت بھری روایات واپس مل جائیں۔ بھائی چارے اور امن کی فضاء قائم ہو جائے تاکہ لوگ مل جل کر رہیں اور پاکستان امن کا گہوارہ بن جائے۔

۴۔ رسمیں اور شگون

"رسمیں اور شگون" محمد حنیف چودھری کا تحریر کردہ مضمون ہے جو کہ روزنامہ خبریں میں شائع ہوا۔ اس میں انہوں نے ہمارے معاشرے میں عام طور پر پائے جانے والے شگونوں کے بارے میں لکھا ہے۔ ہمارے مذہب اسلام میں اگرچہ ان رسوم کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے مگر ان پڑھ اور کمزور عقیدے کے لوگ بہت سارے شگون اور بدشگونی کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ رسمیں ہندو مذہب کے ساتھ رہتے رہتے مسلمانوں نے اختیار کر لیں۔

"رسم عربی کا لفظ ہے جس کے معانی ہیں نقش، تحریر اور مجازی معنی دستور اور رواج کے ہیں۔ جب اسی لفظ نے لوک ادب کا روپ دھارا تو اس نے ریت، روایت اور تہوار کا لبادہ اوڑھ لیا۔ کچھ ہندووانہ رسومات کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ اسلام کی تیز کدالوں نے کاٹ تو دیا پھر بھی پھوٹ نکلیں۔ دیہی علاقوں میں خاص طور پر یہ رسمیں ادا کی جاتی ہیں۔ اسلام کی آمد سے بہت پہلے یہ رسومات مختلف شکلوں میں رائج تھیں۔" (4)

محمد حنیف چودھری نے اپنے مضمون میں قدیم زمانے کے لوگوں کے مذاہب اور عقائد کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ ان کے بقول رسموں اور شگونوں کی ایک لمبی فہرست تیار کی جا سکتی ہے۔ یہ درختوں، کھیتوں، کھانے، پینے، آوازوں، نظروں گویا تمام شعبہ ہائے زندگی کو اپنے حصار میں لیے ہوئے ہیں۔ یہ رسومات ہر شہر، صوبے اور ملک کے لحاظ سے تبدیل تو ہوتی ہیں مگر ان کی اساس ایک ہی ہے۔ اور وہ اساس ہے قرآنی احکامات اور مذہب سے دوری۔

5۔ کھوجی

روزنامہ خبریں میں اشاعت شدہ محمد حنیف چودھری کا تحریر کردہ مضمون "کھوجی" دراصل ماضی کے ایک مشہور اور اہم کردار کھوجی سے متعلقہ ہے جو کہ کسی علاقے میں ہونے والی چوری کے چور کو اپنے تجربے اور مہارت سے بڑی جلدی پکڑنے میں بڑا مددگار ہوتا تھا۔ کھوجیوں کی یہ مہارت بہت قدیم زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ کوتلیہ چانکیہ نے اپنی مشہور کتاب "ارتھ شاستر" میں جہاں بہت سے اور فنون پر روشنی ڈالی ہے وہیں اس نے سراغ رسانی کے فن کو بھی پیش کیا ہے اور اس کی مہارت کو بیان کیا ہے۔ اس کے پیش کردہ افکار آج بھی اس فن کے لیے کہیں نہ کہیں استعمال میں آ جاتے ہیں۔

"ابوالفضل نے آئینِ اکبری میں فوج سرگرمیوں کے سلسلے میں "کھوج" لگانے کے بارے میں کئی سرکاری اقدامات کا ذکر کیا ہے گویا کوتلیہ سے لے کر آج تک دشمن کا سراغ (کھوج)

لگانے کے لیے یہی طریقے استعمال کیے جاتے رہے ہیں۔ موجودہ دور میں کھوج لگانے کا کام تو سائنسی بنیادوں پر ہونے لگا ہے مگر قدیم زمانے میں یہ کام فردِ واحد یعنی کھوجی کیا کرتا تھا۔"(5)

محمد حنیف چودھری کے مطابق کھوجیوں کی یہ مہارت اور مشاہدہ اب سائنس کی تیز رفتار آندھی نے معدوم کر دیا ہے اور کھوج لگانے کا یہ شعبہ اب سراغ رساں کتوں کو دے دیا گیا ہے۔ جن کی مہارت پر اندھا اعتماد کرنے کی وجہ سے بعض اوقات معصوم لوگ بھی قانون کے شکنجے میں آجاتے ہیں۔

6۔لوک ریت کی ڈوبتی نیا

روزنامہ جنگ میں اشاعت شدہ محمد حنیف چودھری کا تحریر کردہ مضمون "لوک روایات کی ڈوبتی نیا" محمد حنیف چودھری کی پنجاب کی رسوم و رواج اور معاشرت کے بارے میں محبت کو ظاہر کرتا ہے ۔ایک زمانہ تھا جب لوک ریتیں اور روایات پنجاب کی سرزمین کے لیے گہنوں کی حیثیت رکھتی تھیں۔ یہ گہنے لوک گیتوں کی صورت میں رس گھولتے اور لوک قصوں کی شکل میں امنگوں اور جذبوں کو جلا بخشتے تھے۔

"لوک ریت ایک ایسا دریا ہے جسے وقت کا غبار آہستہ آہستہ پر کر رہا ہے۔ اور کچھ عرصہ بعد یہ دریا تاریخ کے صفحات تک محدود ہو کر رہ جائے گا۔ ایک زمانہ تھا جب لوگوں میں باہمی محبت، دوستی اور پیار مثالی تھا۔ دکھ درد، خوشی غمی میں دیہات کے سبھی گھر ایک دوسرے کے برابر شریک ہوتے تھے۔ رشتوں کے بندھن، خوشیوں کے تہوار سبھی کے لیے یکساں ہوتے تھے۔ یہ ریت اب قریباً ختم ہوتی جا رہی ہے۔"(۶)

لوک روایات کی ڈوبتی نیا اصل میں ایک نوحہ ہے۔ یہ ایسے بین ہیں جو محمد حنیف چودھری نے پنجاب کے اصل رنگ کو ختم ہوتے دیکھ کر مارے ہیں۔ پنجاب کی اصل اور قدیم رسمیں اور ان کا دیسی رنگ پنجاب کے ماتھے کا جھومر تھا مگر اب ان رنگوں کے خاتمے پر محمد حنیف چودھری کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ اس مضمون میں محمد حنیف چودھری نے بہت سی روایات کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۔بیٹیاں، جو پاک وطن نہ پہنچ سکیں

روزنامہ خبریں میں شائع ہونے والے مضمون "بیٹیاں، جو پاک وطن نہ پہنچ سکیں" کے خالق محمد حنیف چودھری نے اس مضمون کے ذریعے ان خواتین کو جو ہجرت کے وقت اپنے پیاروں سے بچھڑ گئیں تھی کو یاد کیا ہے اور خراجِ تحسین پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مضمون صرف ان کہانیوں پر مشتمل ہے جن کی شہادت محمد حنیف چودھری کو ذاتی طور پر ملی مگر اس میں کرداروں کے نام بدل دیے گئے ہیں تاکہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔

> "جب بھی ۱۴ اگست کا دن آتا ہے تو ہجرت کے بند زخم تازہ ہو جاتے ہیں۔ ان زخموں پر بندھی ماہ و سال کی پٹیاں جو نہی کھلنا شروع ہوتی ہیں تو زخموں کی ٹیسیں دوچند ہو جاتی ہیں جو نا قابلِ برداشت ہوتی ہیں۔ مگر نئی نسل ان قربانیوں کو فراموش کر چکی ہے۔ وہ یہ بھی بھول چکی ہے کہ سچائی کے لیے ہر چیز کو قربان کیا جاسکتا ہے مگر کسی بھی چیز کے لیے سچائی کو قربان نہیں کیا جاسکتا۔" (۷)

محمد حنیف چودھری ایک اور نکتہ بھی اٹھاتے ہیں کہ اس ہجرت میں سب سے زیادہ متاثر غریب عوام ہوئی۔ امیر لوگ تو جہازوں اور گاڑیوں کے ذریعے پہلے ہی پاکستان آ گئے اور غریبوں کو مرنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ غریب اور کمی لوگ ہجرت کی کاٹ میں آ گئے۔ عزتیں لٹیں، بچوں کے گلے کٹوائے۔ بوڑھے ماں باپ کو سفر کی صعوبتوں نے کھالیا۔ مگر پھر بھی وہ پاکستان کے دیوانے ہیں۔

۸۔ عید الفطر

روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے مضمون "عید الفطر" کے خالق محمد حنیف چودھری نے اس مضمون کے ذریعے رمضان المبارک کے بعد عید الفطر کے موقع پر پائے جانے والے عام روایات کو پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گاؤں اور شہروں میں اس موقع پر تہوار منانے کے رجحان میں جو بنیادی فرق ہے اس کو بیان کیا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ تہوار منانے کے طریقے میں جو تبدیلیاں در آئیں ہیں ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک زمانہ تھا جب لوگوں میں باہمی محبت، دوستی اور پیار مثالی تھا۔ دکھ درد، خوشی غمی میں دیہات کے سبھی گھر ایک دوسرے کے برابر شریک ہوتے تھے۔ رشتوں کے بندھن، خوشیوں کے تہوار سبھی کے لیے یکساں ہوتے تھے۔ یہ ریت اب قریباً ختم ہوتی جارہی ہے۔

> "۱۹۴۷ء کے بٹوارے کی تلوار نے اس مہندی کی ریت اور روایت کے گھنے درخت کو کاٹ کر رکھ دیا۔ اس کی جگہ "کاسمیٹکس" نے لے لی اور بیوٹی پارلر سج گئے۔ طبِ اسلامی میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 2, (April to June 2023)

مہندی بعض امراض کو دور کرنے کے لیے بھی استعمال کی جاتی ہے۔اسی طرح میں کاشتکار اپنے کھیتوں میں یا باغوں کے گرد باڑ کے طور پر مہندی کے پودے لگا لیتے ہیں۔آج کل مہندی کی جگہ کیمیکلز نے لے لی ہے۔" (۸)

عید الفطر کے روز قبرستان جانے کی روایت بھی بہت پرانی ہے۔لوگ اپنے بڑے بزرگوں کی قبروں پر جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور پھول ڈالتے ہیں۔کچھ لوگ قبروں پر دال اور دوسرا اناج بھی بکھیر دیتے تھے تاکہ کیڑے مکوڑے اس کو کھالیں اور قبر والے کے لیے مغفرت کی دعا کریں۔اسی طرح نیاز بو کی پتیاں بھی خوشبو کے لیے قبر پر پھیلادی جاتی ہیں تاکہ ان کی خوشبو سے قبر مہکتی رہے۔آج کل ہمارا معاشرتی ڈھانچہ بہت کمزور ہو چکا ہے جس کی وجہ سے ان روایات کو فرسودہ قرار دے کر ان سے چھٹکارہ حاصل کر لیا گیا ہے۔

۹۔اللہ والو۔اٹھو روزہ رکھ لو

روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے مضمون "اللہ والو۔اٹھو روزہ رکھ لو" کے خالق محمد حنیف چودھری نے اس مضمون کے ذریعے رمضان المبارک کی فضیلت کو بیان کیا ہے اور رمضان کریم کے بابرکت موقع پر پائے جانے والی عام روایات کو پیش کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ گاؤں اور شہروں میں اس موقع پر عوام اور خواص کے رجحانات میں جو بنیادی فرق ہے اس کو بیان کیا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ سحری کے وقت لوگوں کو جگانے کے طریقے میں جو تبدیلیاں در آئیں ہیں ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

"اللہ والے روزہ رکھ کر دن کو حلال رزق کماتے ہیں اور راتوں کو اپنی کوتاہیوں، گناہوں، زیادتیوں اور اپنی بھول چوک کی تلافی کے لیے فریاد کرتے ہیں۔چپکے چپکے آنسو بہاتے ہیں۔شبِ تاریک میں ٹپکنے والے یہ آنسو بھی دعا ہوتے ہیں۔آنسوؤں کا یہ خزانہ جہاں کمزور کی قوت ہوتا ہے تو وہاں دعاؤں کی قبولیت کی نوید بھی۔جو لوگ غفلت کے منجمد غاروں میں خوابِ خرگوش دیکھتے رہے ہیں وہ خسارے میں رہیں گے۔" (۹)

گاؤں میں رمضان کریم کے استقبال کے طور طریقوں اور شہری انداز میں اب بہت فرق در آیا ہے۔اب یہ روایات صرف کتابوں کے اوراق میں ملتی ہیں ۔ماضی کی افطار پارٹیاں اب صرف دنیاداری اور مفادات کی حد تک محدود ہو گئی ہیں جن میں سب بے روزہ دار شامل ہوتے ہیں۔ان پارٹیوں کی سرخیاں اخباروں میں لگتی ہیں

اور ان میں کروڑوں کے کاروبار کے معاملات طے پا جاتے ہیں، سیاست چمکائی جاتی ہے۔ان حالات میں غریب روزہ دار کی کوئی افطاری نہیں کرواتا۔

۱۰۔ماہِ رمضان سے وابستہ قدیم لوک روایات

رِیت اصل میں ایک ایسا درخت ہے جو صدیوں سے گھنی چھاؤں کے پردے میں انسانوں کا ساتھ دیتا چلا آیا ہے۔پاک بھارت بٹوارے نے اس درخت کو بھی کاٹ کر رکھ دیا اور اس کی جگہ ثقافت کے نام پر بدیسی پودے لگا دیے جن کا اس مٹی سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ رمضان المبارک کا مہینہ برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے اور جو لوگ پورا مہینہ اللہ کے لیے کھانے پینے اور برے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں۔اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں تو بدلے میں اللہ ان کے لیے عید کے دن خوشیوں، محبتوں اور رزق کی فراوانی کا انعام دیتا ہے۔

> "رب العزت اپنے بندے سے بہت پیار کرتا ہے کیونکہ وہ خالق جو ہوا، اس خالق نے ساری کائنات کو اپنے بندے کی خدمت پر مامور کر دیا ہے تاکہ میرے بندے کو دنیا میں رہ کر کوئی پریشانی نہ ہو۔ہوا ہماری خدمت کرتی ہے۔زمین ہمارے لیے پھل اور اناج اگاتی ہے۔چوپائے ہمیں دودھ دیتے ہیں اور اپنا گوشت فراہم کرتے ہیں۔ پھر ایک اور کرم فرمایا کہ دانستہ اور نادانستہ گناہوں سے معافی کے لیے بارہ مہینوں میں ایک مہینہ رمضان کا رکھ دیا جس میں بندے کو معافی مل جاتی ہے۔" [۱۰]

محمد حنیف چودھری کی تحریروں میں پنجاب کی دھرتی سے محبت اور تقسیم کی ہولناکیوں کی تلخی کے دو الگ الگ رنگ نمایاں ہیں جو بعض اوقات ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو چلتے محسوس ہوتے ہیں۔ ایک سادہ مزاج انسان ہونے کے ناطے انہیں عہدِ نو کی چکا چوند اور مشینی ترقی کی زد میں آکر تیزی سے مٹتی ہوئی اُس تہذیب و ثقافت کی شکست کا دُکھ الگ سے ہے جو صدیوں سے استوار تھی اور جس کا کبھی وہ حصہ تھے۔اُنہیں لگتا ہے کہ دورِ حاضر کی آسائشیں اپنے ساتھ جو اجنبیت کا احساس رکھتی ہیں وہ اُن کی عطا کردہ راحت سے بڑھ کر تکلیف دہ ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ آج سادگی عیب اور تصنع ضرورت بن چکی ہے۔اُن کا یہ دُکھ بھی بلاوجہ نہیں کہ روزہ جیسی خاص عبادت بھی دنیاداری کی بھینٹ چڑھا دی گئی ہے۔کیمیکلز والی مہندیاں آج اصلی مہندی کی جگہ لے چکی ہیں۔آج جشنِ آزادی منانے والے زیادہ تر لوگ اُن خوفناک، لرزہ خیز اور انتہائی بھیانک واقعات سے بے خبر ہیں جو آزادی کی جدوجہد کرنے اور اولین آزادی پانے والوں کا مقدر بنے۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ ٹھیک ہیں مگر ثبات اک تغیر کو ہے زمانے

میں کے مصداق وقت ہمیشہ بدلتا ہے اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ تبدیلی کا یہ عمل تیز تر ہو رہا ہے۔ آج آرٹیفیشل انٹیلیجنس یعنی مصنوعی ذہانت کا دور دورہ ہے۔ بڑے بڑے اُستاد، ماہرینِ فن، عظیم ادا کار سب حیران و پریشان ہیں کہ یہ ترقی اُن کا روزگار چھین لے گی۔ یہ محض اجنبیت کی تکلیف نہیں ہے بلکہ معاشی زندگی اور معاشی موت جیسا معاملہ ہے۔ لیکن یہ تبدیلی بھی ابھی اک نئے دور کی ابتداء ہے اور کسی کی پسند یا ناپسند سے رُکنے والی نہیں۔ یہ راہیں بھی زندگی نے کھولی ہیں اور اگلی راہیں بھی زندگی ہی نکالے گی۔

حوالہ جات

۱۔ محمد حنیف چودھری، خانہ بدوش، مشمولہ روزنامہ خبریں، ملتان، ایڈیٹر امتنان شاہد، ۹ نومبر ۲۰۱۶ء،

۲۔ محمد حنیف چودھری، جوگی کا استعارہ بھی گہنا گیا، مشمولہ روزنامہ جنگ، ملتان، ایڈیٹر میر خلیل الرحمان، ۲۲ نومبر ۲۰۱۶ء،

۳۔ محمد حنیف چودھری۔ عید پر سویاں دینے کی دم توڑتی روایت، مشمولہ، روزنامہ جنگ، ملتان، مڈ ویک میگزین، ایڈیٹر میر خلیل الرحمان، ۸ تا ۱۴ ستمبر ۲۰۱۰ء

4۔ محمد حنیف چودھری، رسمیں اور شگون، مشمولہ، روزنامہ خبریں، ملتان، ایڈیٹر امتنان شاہد، ۱۵ جون ۲۰۱۵ء،،

5۔ محمد حنیف چودھری، کھوجی، مشمولہ، روزنامہ خبریں، ملتان، ایڈیٹر امتنان شاہد، ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۴ء۔

۶۔ محمد حنیف چودھری، لوک روایات کی ڈوبتی نیا، مشمولہ روزنامہ جنگ، ملتان، ایڈیٹر میر خلیل الرحمان، ۲۰ اکتوبر ۲۰۱۰ء

۷۔ محمد حنیف چودھری، بیٹیاں، جو پاک وطن نہ پہنچ سکیں، مشمولہ، روزنامہ خبریں، ملتان، ایڈیٹر امتنان شاہد، ۱۰ اگست ۲۰۱۵ء۔

۸۔ محمد حنیف چودھری، عید الفطر، مشمولہ روزنامہ جنگ، ملتان، ایڈیٹر میر خلیل الرحمان، ۲۵ جون ۲۰۱۲ء۔

۹۔ محمد حنیف چودھری، اللہ والو۔ اٹھو روزہ رکھ لو، مشمولہ روزنامہ جنگ، ملتان، مڈ ویک میگزین، ایڈیٹر میر خلیل الرحمان، ۱۸ اگست ۲۰۱۰ء۔

۱۰۔ محمد حنیف چودھری، ماہِ رمضان سے وابستہ قدیم لوک روایات، مشمولہ روزنامہ جنگ، ملتان، ایڈیٹر میر خلیل الرحمان، ۲۳ جون ۲۰۱۵ء۔